شیخ الاسلام ملا خسروؒ اور ان کی کتاب "درر الحکام" ایک تحقیقی اور تعارفی جائزہ

Sheikh al-Islam Mulla Khusro and his Book "Durar al Hukkam": An Analytical and Introductory Review

ڈاکٹر نوید اقبال*
ڈاکٹر محمد سعید شفیق**

Abstract

Mulla Khusro was one of the most famous and intelligent scholars of Ottoman era. In the 14th century during the era of Caliphate Murat II, he completed the religious education and started teaching in Shah Malik Madrasa. He also worked as mufti and Qazi (justice) in different cities after serving in the army as teacher and Qazi for many years. He is not only known as Qazi or mufti but is also for being sheikh ul Islam. He is also famous for writing several books about Arabic Language, fiqh (jurisprudence), Principles of Islamic jurisprudence and literature. His most famous book is Durar al Hukkam in which he reviewed the problems related to justice affairs. Later, Qazi (justice) used to refer to this book in matters of dispute. In this paper we will discuss briefly the life of Mulla Khusro and the place of his book in the Ottoman era. The topic is mostly written in the Turkish language so we will be focusing on such references.

Key Words: Mulla Khusro, Ottoman Era, Durar al Hukkam, Book Value Introductory Review

سلطنت عثمانیہ ایک خاندان کی طویل ترین حکمرانی کا سلسلہ ہے جو 1300 عیسوی سے لے کر 1922 تک جاری رہتا ہے۔ یہ سلطان حکمرانوں اور بادشاہوں والے شوق بھی رکھتے

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ویمن یونیورسٹی مردان۔

تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے محلات، قلعے، مساجد، مدارس اور اسی طرح پینے کے پانی کے مراکز بہت خوبصورت قائم کرتے تھے۔ ترک سلطانوں اور بادشاہوں کو اسلام سے خصوصی لگن اور محبت تھی۔ یہ محبت عقیدت کی جھیل میں جنم لیتی تھی اور تصوف کے پالنے میں پلتی تھی اور یہ لوگ جب جوان ہوتے تھے تو یہ زندگی کے ہر لمحے کو اس محبت کی تصویر میں سمونے میں لگ جاتے تھے۔ ملا خسروؒ بھی اس عظیم اسلامی سلطنت کے نامور اور عظیم حکمران سلطان مراد ثانی اور انکے بیٹے سلطان محمد فاتح استنبول کے دور خلافت میں مختلف شہروں میں قاضی، مفتی اور تدریس کے شعبے پر فائز رہے۔ آپکی خصوصیات میں سے سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ سلطان محمد فاتح کے قریبی اور قابل اعتماد علماء میں سے ہونے کے علاوہ سلطان محمد فاتح نے آپکو پہلے استنبول کا قاضی بنایا پھر بعد میں شیخ الاسلام کے مرتبے پر فائز کیا جو کہ دینی اعتبار سے سب سے اونچا مرتبہ ہوتا تھا۔ ملا خسروؒ نے بھی نہ صرف سلطان محمد فاتح کے حکم کی تکمیل کی بلکہ آپ نے بھی معاشرے کی اصلاح اور تربیت کے علاوہ عدالتی نظام کو بہتر اور منظم کرنے میں ایک بنیادی ستون کا کردار ادا کیا۔ چنانچہ طویل عرصے تک قاضی اور مفتی کے منصب پر رہتے ہوئے سامنے آنے والے منفرد مسائل کا جائزہ لے کر قاضیوں اور مفتیان کرام کی سہولت اور آسانی کی خاطر اسلامی قانون سے متعلق غرر الاحکام کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا، لیکن بعد میں ضرورت کے پیش نظر خود سے ۲ ضخیم جلدوں میں درر الحکام شرح غرر الاحکام کے نام سے ایک مدلل شرح لکھی جو طویل عرصے تک قاضیوں اور مفتیان کرام کے لیے ایک مستند مرجع اور منبع رہی۔

ملا خسرو حنفیؒ کی حالات زندگی

ملا خسروؒ کا اصل نام محمد تھا۔ آپ کے والد کا نام فراموز تھا۔ ملا خسرو کے والد فراموز نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح عثمانی امراء میں سے خسرو نامی شخص کیساتھ کرایا تھا۔ ملا خسرو کے والد آپ کے بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔ چنانچہ والد کی وفات کے بعد ملا خسرو کو انکے بہنوئی خسرو نے

اپنی حفاظت اور کفالت میں لیا[1]۔ جس کی وجہ سے ابتداء میں محمد کو "خسرو قاینی" یعنی "خسرو کا سالہ" کے لقب سے پکارا جاتا تھا، لیکن بعد میں وقت کے گذرنے کیساتھ آپ کو اپنے بہنوئی خسرو کے نام سے پکارا جانے لگا یہاں تک کہ آپ اسی نام کے ساتھ علمی حلقے میں بھی مشہور ہوئے۔[2] ترک مورخ طاش کبریٰ زادہ نے ملا خسروؒ کے والد کا اصلا ارساق کے امراء اور رومی علاقے سے ہونے کو بیان کیا ہے، یعنی وہ اصل میں رومی تھے، جو بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔[3] مجدی آفندی نے اپنی کتاب شقائق کے ترجمہ میں ملا خسروؒ کے والد کا موجودہ ترکی کے توکات[4] نامی شہر کے ایک گاؤں میں رہنے کو بیان کیا ہے لیکن اس کے علاوہ تاریخی کتابوں میں ملا خسروؒ کے والد کی پیدائش کے بارے میں کوئی معلومات موجود نہیں کہ وہ کس شہر میں پیدا ہوئے ہیں البتہ موجودہ تاریخی کتابوں میں ملا خسرو کی پیدائش کے بارے میں، سواس، توکات اور یوزگات جیسے شہروں کے نام ملتے ہیں۔[5]

ملا خسروؒ نے اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے بہنوئی کی سرپرستی میں رہ کر دینی علوم کا آغاز اپنے آبائی علاقے سے کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا علمی سفر جاری رکھا یہاں تک کہ اپنے وقت کے مشہور اور مستند علماء سے فیض یاب ہو کر اپنی علمی پیاس بجھائی۔ چنانچہ آپ نے اساتذہ میں سے فیض ملا فناری کے بیٹے قاضی یوسف بالیؒ، آدانہ شہر میں علامہ سعد الدین التفتازانیؒ کے شاگردوں میں سے برہان الدین حیدر الہرویؒ، ملا یکان، الشیخ حمزۃ وغیرہ سے جن کا شمار خلافت عثمانیہ کے عظیم اور جید علماء کرام میں سے ہوتا تھا، ان سے علم حاصل کیا۔[6]

تحصیل علم کے بعد آپ (۸۴۰ھ) میں مدرسہ ملک شاہ[7] میں پہلی بار شعبہ تدریس سے منسلک ہوئے۔ لیکن ۸ سال کے طویل عرصے کے بعد جب ۸۴۸ھ میں بادشاہ مراد ثانی کو معزول کیا گیا اور اسکی جگہ ان کا بیٹا تخت نشین ہوا تو انہوں نے ملا خسرو کو مدرسے کی تدریس سے نکال کر فوجی ادارہ (قازسکر) میں ایک اعلی علمی رتبے پر فائز کیا، لیکن ہمیں کہیں پر اس بات کی صراحت نہیں ملی کہ فوجی ادارہ میں آپ کی تعیناتی بطور ایک معلم کی تھی یا بطور قاضی کی تھی۔ البتہ فوجی اور

عسکری ادارے میں دینی امور آپ کے زیر نگرانی ہوا کرتے تھے۔ ۸۵۰ھ میں خلیفہ مراد دوئم کا دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد انہوں نے ملا خسرو کو اسی عہدے سے نکال کر ادانہ شہر میں ۸۵۱ھ میں قاضی کے منصب پر فائز کیا چنانچہ آپ نے وہاں پر تین سال تک بطور قاضی اپنے فرائض سرانجام دیئے۔[8]

ملا خسروؒ ایک دیندار، متواضع، مخلص اور شفیق انسان تھے۔ اپنے اچھے اور عمدہ اخلاق کی بدولت آپ نے تدریس کے زمانے میں اور اسی طرح دیگر منصبوں پر دینی اور سرکاری خدمات سرانجام دیتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں اپنی عزت اور محبت پیدا کر لی تھی، چنانچہ جب آپ گھر سے تدریس کے لئے مدرسے کی طرف نکلتے تھے تو لوگ گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا کرتے تھے اور آپ کی عزت افزائی کی خاطر مدرسے تک آپ کے ساتھ برابر چلا کرتے تھے اور اسی طرح واپسی پر گھر تک چھوڑنے بھی جایا کرتے تھے۔[9]

ملا خسروؒ کی تدریسی خدمات

ملا خسروؒ نے عثمانی دورِ خلافت کے اہم مدارس میں کئی سالوں تک تدریسی خدمات سرانجا م دیں۔ ۸۴۰ء میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد سب سے پہلے آپ نے ملک شاہ نامی مدرسے سے تدریس کی ابتداء کی۔[10] خلافتِ عثمانیہ کے زمانے میں مدارس اسلامیہ حکومت کے زیر نگرانی ہوا کرتے تھے اس وجہ سے مدرسین اور معلمین کی تعیناتی کا عمل بھی حکومت کے زیر نگرانی ہوا کرتا تھا۔

ملا خسروؒ نے مدرسہ ملک شاہ کے علاوہ آدرنہ شہر میں جلبی نامی مدرسے میں بھی تدریس کے خدمات سرانجام دیئے ہیں اس کے علاوہ آپ استنبول کے مشہور مدرسہ آیا صوفیہ کی ابتدائی مدرسین میں سے تھے۔ آیا صوفیہ کا مدرسہ پہلے رومی عیسائیوں کا مشہور چرچ تھا۔ آیا صوفیا آج بھی استنبول میں اپنی پرانی شکل میں موجود ہے۔ عثمانی دور خلافت کے خاتمے کے بعد جمہوری حکومت کے قائم ہونے کے بعد مصطفیٰ کمال اتاترک نے آیا صوفیا کو تقریبا ۴۵۰ سال بعد مسجد سے میوزیم

میں تبدیل کرکے وہاں پر نماز پڑھنے پر پابندی لگادی۔اس کے بعد ترکی کے موجودہ صدر طیب اردوگان نے کچھ سالوں پہلے پھر سے آیاصوفیا کو مسجد میں تبدیل کرنے کا اعلان کرکے وہاں پر جماعت کیساتھ نماز پڑھانے کا اہتمام کیا، لیکن افسوس ان کا یہ عمل مزید آگے جاری نہ رہ سکا۔اس وجہ سے ابھی فی الحال میوزیم کے طور پر ناظرین کے لیے کھولا ہے۔لیکن جب سلطان محمد فاتح نے استنبول فتح کیا۔

توآپ نے ۸۵۷ھ میں آیاصوفیا کو مسجد اور مدرسے میں تبدیل کیا۔اس کے بعد ۸۶۹ھ میں چرچ کے اطراف میں پادریوں کے لئے بنائے گئے کمروں کو بھی مدرسے کا حصہ بنایا۔اس کے بعد مزید تبدیلیاں بھی جاری رہیں۔[11] اس کے علاوہ ملا خسرو نے "ساغے سمان"[12] کے نام سے اہم مدرسے میں بھی تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ ساغے سمان نام کا مدرسہ اصل میں استنبول میں عیسایئوں کا حواریوں کے نام سے مشہور دوسرا چرچ تھا۔ سلطان محمد فاتح نے استنبول کو فتح کرنے کے بعد ۸۶۷ھ میں استنبول میں عیسایئوں کے اس مشہور چرچ کو بھی مسجد اور مدرسے میں تبدیل کیا تھا ۔ استنبول کے فتح ہونے کے بعد سلطان محمد فاتح نے بہت ہی تیزی کیساتھ استنبول شہر کو علم کا مرکز بنانے کے لئے جگہ جگہ مدارس اوراوقاف کی بنیاد رکھی چنانچہ بہت ہی کم عرصے میں ایک علمی مرکز بنا۔ سلطان محمد فاتح نے ملکی اور غیر ملکی علمی شخصیات کو استنبول آنے کی دعوت دی تھی چنانچہ آپ کی دعوت پر اکثر علمی شخصیات استنبول منتقل ہوئے۔ان علمی شخصیات میں سے ایک ملا خسروؒ بھی تھے جن کا بعد میں سلطان محمد فاتح کے ساتھ بہت گہرا تعلق رہا۔[13] ملا خسروؒ نے زندگی کے آخری سالوں میں (۸۷۷ھ میں) استنبول کو خیر باد کہہ کر وہاں سے بورصہ شہر منتقل ہوئے اور وہاں پر آپ نے ایک نئے مدرسے کی بنیاد رکھی اور پھر وہیں پر کچھ عرصے تک تدریس سے منسلک رہے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد پھر وہ مدرسہ ملا خسرو مدرسے کے نام سے مشہور ہوا۔[14]

قاضی کے منصب پر تقرری

ملا خسروؒ ۸۴۸ھ میں حکومت کی طرف سے سب سے پہلے قاز سکر کے عہدے پر فائز ہو کر عسکری ادارے میں شعبہ اسلامی کے نگران اعلیٰ مقرر کئے گئے۔

اس طرح سے خلافت عثمانیہ کے عسکری ادارے سے متعلق شرعی امور ملا خسروؒ کے سپرد کئے گئے۔[15] آپ نے ۳ سال تک اس عہدے پر خدمات انجام دیئے، لیکن عثمانی خلیفہ مراد دوئم جب دوسری مرتبہ تخت پر فائز ہوئے تو انہوں نے ملا خسروؒ کو آدرنہ کا قاضی بنایا۔ ملا خسروؒ نے ۳ سال تک قاضی کے عہدے پر خدمات انجام دیئے، لیکن خلیفہ مراد دوئم کی وفات کے بعد اور سلطان محمد فاتح کا استنبول فتح کرنے کے بعد سلطان محمد فاتح نے ملا خسروؒ کو استنبول بلا کر ان کو استنبول کے قاضی کے منصب پر فائز کیا۔ تقریبا ۵ سال تک ملا خسروؒ استنبول کے قاضی رہے۔ اس کے بعد ۸۶۷ھ/ ۱۴۶۲ء میں ملا خسرو نے استنبول کو چھوڑا اور وہاں سے برصہ شہر منتقل ہوئے، وہاں پر کچھ عرصے تک تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، لیکن سلطان محمد فاتح نے ان کو پھر استنبول آنے کی دعوت دی اور ان کو شیخ الاسلام کے مرتبے پر فائز کیا اس طرح سے آپ زندگی کے آخری لمحات تک اسی عہدے پر فائز رہے۔[16] سلطان محمد فاتحؒ، ملا خسروؒ کی بہت زیادہ عزت اور اکرام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ملا خسروؒ کی علمی اور فقہی خدمات سے اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ ملا خسروؒ کو "عصر حاضر کا ابو حنیفہ" کہا کرتے تھے۔ ملا خسروؒ، سلطان محمد فاتحؒ کے دربار میں علماء کی مجلس میں بطور رئیس العلماء کے شریک ہوتے تھے۔[17]

خلافتِ عثمانیہ کے زمانے میں شیخ الاسلام کا لقب اور مقام اس علمی شخصیت کو حکومت کی طرف سے دیا جاتا تھا، جو دینی علوم میں مہارت اور تجربے کیساتھ ساتھ فتوی کے میدان میں بھی قوی اور راسخ العلم ہو، کیونکہ شیخ الاسلام حکومت کے اہم اور اعلی مرتبے پر فائز ہو کر خلفاء اور امراء کی طرف سے بنائے جانے والے قوانین پر قرآن و سنت کی روشنی میں نظر ثانی کیا کرتا تھا اگر کوئی قانون شریعت کے مخالف ہوتا تھا تو ان کو آگے لاگو کرنے سے روک دیا جاتا تھا۔[18]

ملا خسرو الحنفیؒ کی تصنیفات

ملا خسرو الحنفیؒ نے فقہ اور اصول فقہ کے علاوہ تفسیر، عربی لغت اور ادبیات میں بھی کئی اہم کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپؒ کی تصانیف میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱۔ مرآۃ الأصول فی شرح مرقات الأصول: مرقات الاصول خود ملا خسرو کی اصولِ فقہ سے متعلق مختصر رسالہ ہے لیکن آپ نے پھر خود سے مرآۃ الاصول کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ آپ کی یہ کتاب خلافت عثمانیہ کے دور میں طویل عرصے تک مدارس میں درساً پڑھائی جاتی رہی اور کئی بار شائع ہوئی۔[19]

۲۔ غرر الأحکام: ملا خسرو کی فقہی مسائل سے متعلق مختصر کتاب ہے اس کتاب کی بعد میں آپ نے خود ۲ ضخیم جلدوں میں درر الحکام شرح غرر الاحکام کے نام سے شرح لکھی ہے۔

۳۔ درر الحکام شرح غرر الأحکام: اس کتاب کے بارے میں تفصیلی کلام آگے صفحات میں آئے گی۔

۴۔ حاشیۃ علی التلویح: یہ صدر الشریعۃ کی اصول فقہ سے متعلق مشہور کتاب التوضیح پر علامہ تفتازانی کے حاشیے کے علاوہ لکھا ہوا حاشیہ ہے یہ کتاب بھی ۱۲۸۴ھ میں استنبول سے شائع ہوئی ہے۔[20]

۵۔ شرح اصول بزدوی: حنفی مذہب کی بنیادی اصول کی کتابوں میں سے ایک فخر الاسلام البزدوی کی کنز الوصول فی سفر فقہ الاصول کتاب ہے۔ ملا خسروؒ نے شرح اصول بزدوی کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی ہے۔[21]

۶۔ حاشیۃ علی حاشیۃ المختصر للسید الشریف: ابن حاجبؒ کی اصول فقہ میں مختصر المنتہی کے نام سے کتاب ہے۔ السید شریف الجرجانیؒ نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ ملا خسروؒ نے السید شریف الجرجانیؒ کے اس حاشیہ پر حاشیہ لکھا ہے۔ استنبول میں مکتبہ سلیمانیہ سے شائع ہوئی ہے۔

۷۔ رسالۃ فی الولاء: ملا خسروؒ کا یہ رسالہ، ''رسالۃ الولاء'' اور اسی طرح ''رسالۃ فی بحث من تولد من حریۃ الاصل والعتق'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ملا خسروؒ کا یہ رسالۃ، غلاموں کے حقوق سے متعلق بہت اہمیت کا حامل رسالہ ہے۔

درر الحکام شرح غرر الأحکام میں ملا خسروؒ کا فقہی منہج

ملا خسروؒ، خلافتِ عثمانیہ کے جید اور نامور مدرسین اور معلمین میں سے ہونے کے علاوہ اپنے وقت کے بہت ہی قابل اور ذہین قاضیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی ذہانت اور علمی قابلیت

کا یہ عالم تھا کہ فاتح استنبول سلطان محمد فاتح نے آپکو شیخ الاسلام کے مرتبے پر فائز کیا تھا۔ چنانچہ آپ طویل عرصے تک قاضی کے منصب پر فائز رہے اور اپنی زندگی کے تجربات اور مشاہدات کی بناء پر قاضیوں کی علمی اور قانونی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ نے غرر الاحکام لکھی۔[22]

غرر الاحکام چونکہ اہم فقہی مسائل سے متعلق ایک مختصر سی متن تھی اس لئے ملا خسرو نے بذاتِ خود اس کی دو ضخیم جلدوں میں شرح لکھی۔

ملا خسروؒ نے درر الحکام شرح غرر الاحکام ۱۲ ذوالقعدہ ۸۷۷ھ (۱۰ اپریل ۱۴۷۲ء) میں لکھنا شروع کیا جو تقریبا ۶ سال کے طویل عرصے میں ۸۸۳ھ (۱۴۷۸ء) میں پایہ تکمیل کو پہنچا[23]۔ ملا خسرو نے شرح مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلے سلطان فاتح محمد کے حضور بطور ہدیہ پیش کیا۔ سلطان محمد فاتح کو دیا گیا نسخہ آج بھی استنبول میں موجود ہے[24]۔

ملا خسروؒ کی کتاب درر الحکام ایک فہرست ۳۵ فصول، ۱۲۰ ابواب اور تین الگ مسائل پر مشتمل ہے۔ غرر الاحکام اور درر الحکام شرح غرر الاحکام مختلف ادوار میں کئی بار شائع ہوئی، لیکن اس کی سب سے عمدہ طباعت سلطان عبدالحمید ثانی کے دور میں (۱۳۱۷ھ) میں ہوئی۔ درر الحکام کا ترکی زبان میں ترجمہ ۱۵۹۵-۱۶۰۳ء کے درمیان سلیمان بن انقروی اور شام کے قاضی غالب اوغلو عثمان کی طرف سے کیا گیا ہے۔[25] درر الحکام، فروعی مسائل سے متعلق ہونے کے باوجود دلائل کے اسلوب اور دیگر خصوصیات کی بناء پر اصول کی کتابوں سے مشابہت رکھتا ہے۔

درر الحکام میں ملا خسرو نے جس اسلوب اور منہج کیساتھ مسائل اور احکام پر تبصرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ملا خسروؒ نے کتاب میں مسائل اور احکام کے بیان میں بنیادی مرجع اور منبع قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کو قرار دیا ہے۔ اس لیے بہت سارے مسائل میں آپ نے دلائل کے طور پر صرف آیات اور احادیث پر اکتفاء کیا ہے۔ البتہ فقہاء کے مابین اختلافی مسائل میں آیات اور احادیث کے علاوہ عقلی اور منطقی دلائل بھی بیان کیے ہیں۔[26]

۲۔ مؤلف نے اختلافی مسائل میں حنفی مذہب کی تائید اور ترجیح کے مقام پر قرآن کریم اور احادیث کے علاوہ اجماع، قیاس، استحسان، عرف اور صحابہ کرام کے عمل اور فتاوی کو بھی بطور دلیل ذکر کیے ہیں۔[27]

۳۔ اگر کسی مسئلے میں خود فقہاء حنفیہ کے درمیان اختلاف ہو، یعنی مسئلہ مختلف فیہ ہو تو اس وقت آپ فقہی اقوال اور آراء کے ذکر کرنے میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے بعد امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زُفرؒ کے اقوال کو بیان کرتے ہیں۔ ملا خسروؒ کی امام ابو حنیفہؒ سے عقیدت اور ادب، احترام کا یہ حال ہے کہ آپ مسائل میں امام صاحب کے قول کو مرجوح اور غیر مفتی بہ ہونے کے باوجود بھی مقدم ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ صاحبین کے قول کو باوجود راجح ہونے کے مؤخر ذکر کرتے ہیں۔آخر میں اقوال میں سے راجح اور مفتی بہ قول اور رائے کی وضاحت کرتے ہیں۔[28]

۴۔ اختلافی مسائل کے درمیان سامنے آنے والے فرق اور مشابہت کو عقلی اور منطقی دلائل کی روشنی میں بہت ہی عمدہ اور وضاحت کیساتھ بیان کرتے ہیں۔[29]

۵۔ مسائل کی مناسبت سے سب ابواب کے مناسب ترجمۃالباب قائم کیے ہیں۔ باب کی ابتداء میں لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرکے ان کے درمیان کی مناسبت کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلا؛ نکاح سے متعلق باب کی ابتداء میں لفظ نکاح کے لغوی معنی ''جمع کرنا'' بیان کرنے کے بعد نکاح کے اصطلاحی معنی یوں بیان کئے ہیں: نکاح بھی چونکہ شوہر اور بیوی کو ایک جگہ جمع کرتا ہے۔اس وجہ سے نکاح کے اصطلاحی معنی کا لغوی معنی کیساتھ مناسبت واضح ہے۔[30]

۶۔ اختلافی مسائل میں آپ متقدمین فقہاء کی طرز پر اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ احناف اور شوافع کے مابین اختلاف کے وقت آپ احناف کے مذہب کو "ہمارے نزدیک"، ہمارے دلائل" جیسے اصطلاحات استعمال کرکے ذکر کرتے ہیں۔ ملا خسروؒ نے بعض اختلافی مسائل اور احکام میں علماءِ احناف پر اعتراضات بھی کیے ہیں۔[31]

۷۔ مؤلف اختلافی مسائل میں اس قول کو مقدم بیان کرتے ہیں جو اُن کے نزدیک راجح ہوتا

ہے۔اور پھر اپنی رائے کی تائید میں دیگر اقوال کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ ضعیف اور مرجوح اقوال کو بعد میں ذکر کرتے ہیں۔

۸۔ ملا خسروؒ درر الحکام میں معاشرے کی ساخت اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی کتاب کو مزید فعال، مدلل اور مؤثر ثابت کرنے کے لیے قاضیوں کیلیے اہم اور ضروری مسائل میں احناف اور شوافع کے اقوال اور آراء کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر متقدمین فقہاء کرام کے اقوال کا بھی ذکر کرتے ہیں[32]

۹۔ مؤلف، کتاب میں شافعی مذہب کے اقوال اور آراء کو بھی تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہیں۔ مذہب شافعی سے متعلق مسائل اور احکام کو تفصیل سے بیان کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت خلافتِ عثمانیہ میں شافعی مذہب کے پیروکاروں کی بھی کثیر تعداد موجود تھی۔اس وجہ سے غالب گمان یہی ہے کہ ملا خسروؒ نے معاشرے میں موجود تمام لوگوں کا لحاظ کیا ہے۔

۱۰۔ ملا خسروؒ، کتاب میں احناف کے اقوال کیساتھ جگہ جگہ شوافع اور مالکی مذہب کے اقوال اور دلائل کو بھی بیان کرتے ہیں، لیکن کتاب میں کہیں پر حنبلی مذہب سے متعلق کسی قول اور رائے سے متعلق کوئی معلومات نہ مل سکیں۔

۱۱۔ ملا خسروؒ، اپنی کتاب میں اجتہادی سرگرمیوں کو بھی اہمیت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ''مرآۃ الاصول'' کے آخر میں اجتہاد میں خطا اور صواب کے حوالے سے تفصیلی کلام کیا ہے۔اس کے علاوہ آپ نے درر الحکام میں ۹۰ مقامات پر ''میں کہتا ہوں'' جیسے اصطلاح استعمال کر کے اپنی اجتہادی رائے کو بیان کیا ہے۔[33] ملا خسروؒ کی کتاب درر الحکام صرف متقدمین فقہاء کرام کی کتابوں، آراء اور اقوال کا خلاصہ نہیں بلکہ بہت سارے مسائل میں اپنی رائے کو راجح قرار دے کر دیگر آراء کو مرجوح بھی شمار کیا ہے۔

درر الحکام پر لکھے گئے حواشی اور شروحات

درر الحکام کی ۲۰ کے قریب شروحات اور حواشی لکھی گئی ہیں۔ان میں سے بعض درجہ ذیل ہیں:

۱۔ نقد الدرر: محمد بن مصطفی الوانیؒ (وفات، ۱۰۰۰ھ) کا لکھا ہوا حاشیہ ہے۔ درر الحکام پر لکھے گئے عمدہ حواشی میں سے ایک ہے۔ ۱۳۱۴ھ میں استنبول سے درر الحکام پر حاشیے کی شکل میں شائع ہوا ہے۔[34]

۲۔ حاشیہ علی الدرر والغرر: مصطفی عظیم زادہؒ (وفات، ۱۰۴۰ھ) کی طرف سے لکھا گیا حاشیہ ہے۔ ۱۱۹۹ھ میں استنبول کے مکتبہ سلیمانیہ سے شائع ہوا ہے۔

۳۔ الاحکام شرح درر الحکام: اسماعیل بن عبد الغنی النابلوسیؒ (وفات، ۱۰۶۲ھ) کی طرف سے ۱۲ جلدوں میں لکھی گئی شرح ہے۔ البتہ مؤلف نے درر الحکام میں موجود حنفی مذہب کے اہم مسائل پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

۴۔ نتائج النظر فی حواشی الدرر: نوح بن مصطفی الرومیؒ (وفات، ۱۰۷۰ھ) کا لکھا ہوا شرح ہے۔ ۱۳۱۴ھ میں استنبول کے مکتبہ سلیمانیہ سے شائع ہوا ہے[(35)]۔

۵۔ غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام: حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفیؒ (وفات، ۱۰۶۹ھ) کا لکھا ہوا عمدہ حاشیہ ہے۔ مکتبہ احیاء کتب العربیہ سے درر الحکام کے ساتھ شائع ہوا ہے۔[36]

درر الحکام شرح غرر الاحکام کا عثمانی دور خلافت میں مقام اور اہمیت

عثمانی دور خلافت میں عموماً دو قسم کے قوانین رائج تھے:

۱۔ **پہلی قسم:** کتاب اللہ، احادیث مبارکہ، اجماع اور قیاس پر مبنی فقہی کتابوں میں مذکور احکام پر مشتمل قوانین تھے۔ ان احکامات اور قوانین کو شرعی قوانین سے تعبیر کیا کرتے تھے۔

۲۔ **دوسری قسم:** شرعی قوانین کے مخالف نہ ہونے کے شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے خلفاء اور امراء کے ہاں معروف اور محدود دائرہ کار میں قاضیوں کی مشاورت سے بنائے جانے والے قوانین تھے۔ ان قوانین کو عرفی قوانین سے تعبیر کیا کرتے تھے۔[37]

عرف، اسلامی فقہ میں ایک مستقل اصطلاح ہے اور اس کی بناء پر بعض اوقات احکام میں تبدیلی یا حکم میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے عثمانی دور خلافت میں عرفی قوانین دیگر شرعی

قوانین سے الگ مستقل قانون کے طور پر لاگو کئے جاتے تھے۔ البتہ عرفی قوانین کا شرعی قوانین سے کسی قسم کا تعارض اور تصادم کے نہ ہونے کی شرط کیساتھ۔ عرفی قوانین کو عثمانی دور خلافت میں قانون نامے اور خلفاء، امراء کے تنفیذات پر مشتمل ایک خاص قسم کے قانونی نظام سے بھی تعبیر کیا جاتا تھا۔[38]

خلاصہ بحث

عثمانی دور خلافت میں قاضیوں اور مفتیان کرام کیلیے ضروری کتابیں اور اسی طرح اسلامی مدارس میں پڑھائی جانے والی کتابیں حنفی مذہب کی بنیادی اور اساسی کتابیں تھیں۔ عثمانی دور خلافت میں جب سلطان محمد فاتحؒ نے استنبول فتح کیا۔ اور استنبول شہر کو دار الخلافہ بنایا تو آپ نے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کی سر توڑ کوشش شروع کی۔ آپ نے استنبول شہر میں جگہ جگہ مساجد اور مدارس بنائے۔ اس سلسلے میں آپ نے ملا خسروؒ کو استنبول آنے کی دعوت دی۔ ملا خسروؒ نے نہ صرف دعوت قبول کی بلکہ آپ نے اسلامی نظام تعلیم اور اسی طرح عدالتی نظام میں فعال کردار ادا کیا۔ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ سلطان فاتح محمد، ملا خسروؒ کی علم اور قابلیت سے اس قدر متأثر ہوئے کہ آپ نے استنبول فتح کرنے کے بعد ملا خسروؒ کو استنبول بلا کر وہاں کا قاضی بنایا۔ پھر بعد میں شیخ الاسلام کے مرتبے پر فائز کیا۔ ملا خسروؒ نے چونکہ درس، تدریس کے ساتھ ساتھ طویل عرصے تک مفتی اور قاضی کے منصب پر بھی خدمات انجام دیے تھے اس وجہ سے آپ نے اس طویل عرصے میں سامنے آنے والے منفرد مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے غرر الاحکام لکھنے کی جسارت کی۔ غرر الاحکام چونکہ فقہی مسائل کے اصول پر مشتمل ایک مختصر رسالہ تھا۔ اس وجہ سے آپ نے پھر معاشرے میں قاضیوں اور مفتیان کرام کی ضرورت کی پیش نظر غرر الاحکام کی ۲ ضخیم جلدوں میں درر الحکام کے نام سے شرح لکھی۔ اس شرح کی بنیادی خصوصیات میں سے ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ آپ نے اختلافی مسائل میں حنفی مذہب کے علاوہ دیگر فقہاء کرام کے اقوال کو بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسائل کے استنباط کے سلسلے میں صرف قرآن کریم، احادیث مبارکہ کو بنیاد نہیں بنایا ہے، بلکہ آپ نے قیاس،

استحسان اور عرف کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے مسائل پر تبصرہ کیا ہے۔ جسکی وجہ سے آپکی کتاب درر الحکام، عثمانی دور خلافت میں ایک بنیادی اور اساسی مرجع، منبع کے طور پر مقبول ہوئی۔ قاضی حضرات اور اسی طرح مفتیان کرام مسائل میں طویل عرصے تک اس کتاب کی طرف رجوع کرتے رہے۔ درر الحکام نہ صرف عدالتی نظام میں ایک قوی اور مستند مرجع، منبع تھی بلکہ نظریاتی پہلو سے بھی فقہی کتابوں میں نمایاں کتاب رہی۔

المصادر والمراجع

[1] ہوجا سعد الدین، تاج التواریخ، استنبول، ۱۲۲۹ھ، ص، ۴۶۲۔

[2] مجدی محمد آفندی، ترجمۃ شقائق، استنبول، دار الطباعۃ الامیریۃ، ۱۲۶۹، ص، ۱۳۵۔

[3] فرہاد قوجا، ملا خسرو، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، استنبول، ج، ۳۰، ص، ۲۵۲۔۲۵۴۔

[4] توکات اس وقت ترکی کا مشہور اور پرانا شہر ہے۔

[5] فرہاد قوجا، عثمانی شیخ الاسلام ملا خسرو کی حیات، کتابیں اور افکار، انقرہ، ترکی دیانت وقف، ۲۰۰۸، ص، ۳۵۔۳۹؛ اسماعیل حق، عثمانی تاریخ، انقرہ، ترک تاریخی ادارہ، ۱۹۴۹، ج، ۲، ص، ۶۵۲۔

[6] فرہاد قوجا، ملا خسرو، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، استنبول، ج، ۳۰، ص، ۲۵۲۔۲۵۴۔

[7] مدرسہ ملک شاہ سے مراد خلافت عثمانیہ سے پہلے سلاطین سلجوق میں سے مشہور حاکم ملک شاہ (وفات، 1092ء) کی طرف سے بنائے گئے اسلامی مدارس ہیں۔ انہوں نے اپنی دور حکومت میں مدارس نظامیہ کے نام سے مختلف شہروں میں دینی مدارس کی بنیاد ڈالی۔

[8] محمد طیب گو کبیلقین، عثمانی اداروں کی تنظیم اور تاریخ تمدن پر ایک عمومی تبصرہ، استنبول، استنبول یونیورسٹی ادبیات فیکلٹی، ۱۹۷۷ء، ص، ۱۷۲۔

[9] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، مکتبۃ الامیریۃ، ۱۳۳۴ھ، ص، ۳۲۹۔

[10] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، مکتبۃ الامیریۃ، ۱۳۳۴ھ، ص، ۳۲۸۔

[11] احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، مکتبۃ الامیریۃ، ۱۳۳۴ھ، ص، ۳۲۸۔

[12] ساتھے سماں نامی مدارس سے مراد سلطان محمد فاتح کی طرف سے دینی اعلی تعلیم کے لئیے بنائے گئے مدارس اسلامیہ ہیں جن میں نہ صرف دینی تعلیم دی جاتی تھی بلکہ بعض سائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔

[13] جاہد بالتجہ، ۱۵۰۰۔۱۶۰۰ کے دور کے عثمانی مدارس، استنبول، مکتبۃ عرفان، ۱۹۷۶ء، ص، ۴۷۔

14 حسین آتائے، عثمانی دور خلافت میں اعلی دینی تعلیم، استنبول، مطبع درگاہ، ۱۹۹۸، ص، ۷۹؛ جاہد بالتجہ، ۱۵۰۰۔۱۶۰۰ کے دور کے عثمانی مدارس، استنبول، مکتبۃ عرفان، ۱۹۷۶ء، ص، ۴۷۔

15 ہوجا سعدالدین، تاج التواریخ، استنبول، ۱۲۲۹ھ، ص، ۴۶۴۔

16 احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، مکتبۃ الامیریۃ، ۱۳۳۴ھ، ص، ۳۲۹۔

17 احمد رفیق، عثمانی دور کے شیوخ الاسلام، مکتبۃ الامیریۃ، ۱۳۳۴ھ، ص، ۳۲۹۔

18 ڈاکٹر فرہاد قوجا، ملا خسرو، عالم و مفتی الدولۃ الاسلامیۃ۔ انقرہ، ترکی دیانت وقف، ۲۰۱۲ء۔

19 اسماعیل حق، دولت عثمانیہ کے علمی تنظیمات، انقرہ، ۱۹۸۴، ترک تاریخی ادارہ، ص، ۸۷۔۸۸۔

20 اسماعیل حق، دولت عثمانیہ کے علمی تنظیمات، انقرہ، ۱۹۸۴، ترک تاریخی ادارہ، ص، ۲۲۔

21 بغدادی، اسماعیل پاشا، ہدایۃ العارفین اسماء المؤلفین واثار المصنفین، استنبول، ملی تعلیمی ادارہ، ۱۹۵۵، ج، ۲، ص، ۲۱۱۔

22 فرہاد قوجا، ملا خسرو، دیانت اسلام آنسیکلوپیڈیا، استنبول، ج، ۳۰، ص، ۲۵۲۔۲۵۴۔

23 ملا خسرو، درر الحکام، مکتبۃ احیاء الکتب العلمیۃ، بدون تاریخ، ج، ۱، ص، ۳۔

24 عارف ارکان، درر الحکام اور غرر الاحکام کے ترجمے، استنبول، ۱۹۸۰، ج، ۱، ص، ۱۷۔

25 احمد آکدونوز، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، مادہ، درر الحکام، استنبول، ج، ۱۰، ص، ۲۸۔

26 احمد آکدونوز، دیانت اسلام انسیکلوپیڈیا، مادہ، درر الحکام، استنبول، ج، ۱۰، ص، ۲۸۔

27 احمد آکدونوز، گزشتہ صفحہ۔

28 ملا خسرو، درر الحکام، ج، ۱، ص، ۱۳۹؛ ج، ۲، ص، ۱۲۰۔

29 حوالا بالا، درر الحکام، ج، ۱، ص، ۱۲۵، ۳۳۸؛ ج، ۲، ص، ۳۔

30 حوالہ بالا، ج، ۱، ص، ۱۱۹، ۳۲۵؛ ج، ۲، ص، ۱۲۹۔

31 حوالہ بالا، ج، ۱، ص، ۷۰۔

32 حوالہ بالا، ج، ۱، ص، ۵۵، ج، ۲، ص، ۱۴۵۔

33 کاتب چلیبی، مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون، انقرہ، ملی تعلیمی ادارہ، ۱۹۷۱، ج، ۲، ص، ۱۱۹۹۔

34 ملا خسرو۔ درر الحکام، ج، ۱، ص، ۱۳، ۴۱۳، ج، ۲، ص، ۸۹۔

35 کاتب چلیبی، مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون، ج، ۲، ص، ۱۱۹۹۔

36 کاتب چلیبی، مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسماء الکتب والفنون، ج، ۲، ص، ۱۱۹۹۔

37 احمد آکدونوز، عثمانی قانون نامے اور حقوقی تحلیلات، استنبول، ۱۹۹۰، ج، ۱، ص، ۴۶۔

38 احمد آکدونوز، عثمانی قانون نامے، استنبول، ۱۹۹۰، ج، ۱، ص، ۶۲۔